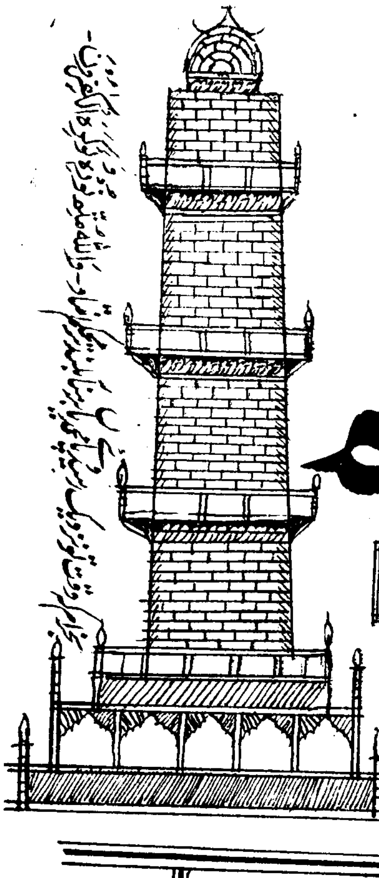

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم

انا اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ
۱۔ عوام سے ۔ صہ ۔ (۲) خواص و معاونین سے عہ ۔
(۳) ہندوستان سے باہر ۔ سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

۱ - دعا - صفحہ اوّل
۲ - سال نو کے افتتاحی جملے - صفحہ ۲
۳ - دارالامان میں سال کا آخیر ہفتہ - صفحہ ۲
۴ - حضرت حجۃ اللہ کی تقریر پر تاثیر صفحہ ۲ و ۳
۵ - ایڈیٹوریل ہیا ہیا اے قوم - صفحہ ۴
(ا) قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض
(ب) صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے
(ج) قطرہ قطرہ مے شود دریا
(د) قومی کالم
} صفحہ ۴
۶ - مختصر نوٹ اور نکات - صفحہ ۵
۷ - ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ صفحہ ۵
۸ - انجیل کا معقول اندازہ - صفحہ ۶
۹ - تحقیق مسئلہ عزاداری حسین صفحہ ۷
۱۰ - ہندوستان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۸
۱۱ - مذہبی دنیا پر سرسری نظر - صفحہ ۹
۱۲ - متفرق مضامین صفحہ ۱۰ -
۱۳ - دارالامان میں عید الفطر صفحہ ۱۱ و ۱۲
۱۴ - اشتہارات - صفحہ ۱۳ - ۱۴

نمبر اوّل	دارالامان قادیان ۱۰ - جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۳ - ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس	جلد ۹

دُعا

اے خُدا - اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے - اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست وطلب سے بڑھکر ہے -

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی الطاف و داد سے تسلی یاب ہوں - تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ رہے - ہمارا انس ومحبت اگر ہو تو تجھسے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت وبلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے - صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں - اور تیری ہی نعمتوں کے شکرگذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے - اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت وشادمانی کا باعث ہو - رات کے درمیانی سنسان گھڑیوں اور دن کے آغاز وانجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہوجائیں - اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیری حضور میں حاضر ہونا ہے -

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تو نے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا -

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصد ومطلب میں ہمکو تو کامیاب کر - اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے -

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے -

خدایا - اپنے روئے مبارک کی لذت پیدا ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق وشوق ہمارے دلوں میں پیدا کر -

بارالٰہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ - اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے - اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے -

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کردے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما - ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر - اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر - اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو بہشت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہے ہوئے کام کھولدے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر -

اے ! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے ! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور ومرسل - حکم - امام سے مدد فرما -

مولا کریم ! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنادے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ! ہمیں انہیں سے نہ بنانا -

اے رب رحیم ! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش -

اے الہ العالمین ! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ

سالِ نو افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

الحمد للہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم مین جلد کا پہلا نمبر اڈیٹ کرتا ہون اور یہ فضل ستیگیری فرمائی تو اپنے مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوا جو بہنون کی کھلائی اور رستگاری کا موجب ہے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد ۔ کی از بندہ بخیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار داد ۔ ببین تا زبان را گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی راؤن کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فائدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی **غرض مشترک** کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جسکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

مایدان مقصد عالی نتوانیم رسید ۔ ہان مگر پیش نہد لطف شما گامی چند

گذشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی کشاکش مین بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کر سکا تاہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔

جو کچھ ہوا ہوا فضل سے تیرے ۔ جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکر گذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے اپنا دست سرپرستی اسکے ساتھ رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور اپنے قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے۔ آمین۔

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۲ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت سے ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون۔ کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیئے آیندہ کے لیئے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سالوں کے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنیٰ درجہ کا خدمتگار سمجھ کر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے۔ پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کر لین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کیخدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرون گا۔ مجھے کچھ معلوم نہین۔ یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولیٰ کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذارونگا اس لیئے میرے ناظرین جہان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دیتے ہین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت و بصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالیٰ کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھادے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سالِ نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدون کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان سے ایک انگریز کے لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اسنے لکھا ہے قابل غور ہے۔ بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہین تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دار الامان مین سال کا اخیر ہفتہ

ڈسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے۔ اسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنون دار الامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپور تھلہ۔ لودہانہ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سڑوعہ ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے تھے۔ سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلیئے امسال ڈسمبر کے آخری ایام جو دار الامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالیٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹۔ ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے۔ نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دولڑکون کو پیش کیا۔ جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکار حق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر پر تاثیر

خاتمہ بالخیر ہو میرا طریق ہے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اسلیئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔

تقسیم عمر خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین۔ جب انسان دنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آجاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر...... لا علمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دوسرے قوے مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو۔ بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہین۔ اور قوے بیکار ہو جاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتونکے ضایع ہو جانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانون پر ہو اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین سوا لہو لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشون کا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اس کے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یونہی گذر گیا اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور اسکی خواہشون کا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیئے حملہ کرتے ہین۔ اسکے بعد

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردّی ہوتا ہے ۔ جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے ۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے ۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لایق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے ۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی ۔ حرکت ۔ اور نشو و نما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں ۔ نشو و نما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کی وجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہونے لگتی ہے ۔ بچہ اگرچہ تمیز اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہوتا ہے ۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا ۔ (کیا سچ ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ۔ ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی معطل ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے ۔ بعض اندھے ہو جاتے ہیں بہرے ہو جاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردّی زمانہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اسوقت قویٰ میں نشو و نما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امّارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسپر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجاویگا اور شقی بنا دیگا ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالےٰ اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۔ اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کی وجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتہ اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں جوانی میں اگر نیکیوں کیطرف متوجہ اور خدا تعالےٰ کا خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالےٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے ۔

ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلیئے ان لوگوں پر خدا تعالےٰ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لیئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لیئے وہی تقوےٰ اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے ۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امّارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلیئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لیئے کما سکے ۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردّی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کار آمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے مَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے ۔ سنراز بد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالےٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہو ۔ دراصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوےٰ تو یہی ہے وہی جو خدا تعالےٰ کیطرف سے آتا ہے ۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوےٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوےٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوےٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے دی ہے ۔

اوّل تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے ۔ اس لیئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیئے (جسکو اللہ تعالےٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آیندہ آنیوالی نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بد صحبتوں اور بد عادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرنا چاہیئے ۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالےٰ اُن سے الگ ہو جاتا ہے ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالےٰ کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امّارہ لوّامہ ہو جاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے ۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوےٰ اور طہارت کے حاصل کرنیکے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو ۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو ۔ بد عادتوں اور بد صحبتوں کو ترک کر دو ۔ اُن مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو ۔

دوسرا طریق دعا ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے جو خدا تعالےٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے ۔ اسلیئے جسقدر ہو سکے دعا کرو یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا ۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے ۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے ۔

اسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لیئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لیئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اس کو دعا کے لیئے تحریک کریگا ناممکن ہے کہ وہ گدازش دل کے ساتھ دعا کرے دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا ۔ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھالئے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی ... جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شئے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دعا کا طریق ہے وہ دور چلا گیا ہے ۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کر سکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لیئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا ۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قایل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہو سکتے وہ دعا کیوں کریگا ؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا ۔ گدھا ۔ گائے ۔ کتا ۔ سور وغیرہ بننا ہے وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں ...... اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے

مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالےٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لیئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیئے عطا ہوتی ہے ۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے ۔

دعا اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے ۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے ؟ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی

(باقی)

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ **الحکم** حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **شان مہدویت** کے اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ **احمدی قوم** تین لاکھہ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

امبات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو **منہاج نبوۃ** پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک **تبلیغی سلسلہ** ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ** کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ **مسیح موعود** کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

اور خود حضرت مسیح نے **مسیح موعود مہدی مسعود** اور **کرشن مہاراج** کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہہ فرض نہیں ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک **علمی واقفیت** نہ بڑھے اور اعتقادات صحیحہ علمی رنگ میں ذہن نشین نہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اوسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیان میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامۃ کے حضور یہ سننے کا افسوس ہوا کہ فلاں اخبار میں یہ مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ اون کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت اون کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دلپر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو سلطان **القلم** کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھ قلم سے کام لینے کی ذمہ وار ہے جو ایک **تبلیغی سلسلہ** میں داخل ہے اسکی یہہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اس جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نکروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت **حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ** کے احباب کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط اون کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو اون کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اسپر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقایق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ **قوم اپنی قومی ضروریات سے ناواقف ہے** وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات و ارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء لے ہوئے ہیں۔ وہ قوم میں **تقویٰ** اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملاّں چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلاں ملاّں نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمندو! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی **دینی ضروریات** کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھہ سنوں اور شایع کروں تاکہ وہ زیادہ موثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دارالامان اسوقت مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھتے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے وہ جب دارالامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے نہیں کیا ہے؟ میری غرض اس سے اسوقت یہہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بھلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید مشورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جسکی طرف قوم کی توجہہ کی ضرورت ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی از بس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھہ ایسا ناقص اور نقصان رساں ہے جسپر اگرچہ ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھہ کہہ رہے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھہ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کی وجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلے تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ **صنعتی تعلیم** کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھہ یا دس سال بعد انٹرنس و مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھہ روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھہ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہوگا۔

سکول کی اصلی غرض ہے **اسلام** کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم کبھی اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ **صنعتی تعلیم** کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ ڈالدیا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام کی باتوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس خیراتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک ہی کیوں نہو مد دل جاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم

میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ہے اور

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

اتقا اور خدا سے ڈرنا بڑا ہے۔ سب سے اور قوی ہے جسکی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کردوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تو میرے ساتھ لڑیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سُنّت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور راستباز بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اُس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا مؤید و منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے کہ یہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بکلی ناآشنا ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہ عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اُسکے گزشتہ

کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچا لیتی ہے۔

(۴)

اے پرستندہ راجز آنکہ نادانی بود
پس بگر بدبہ ... نشان ہر کہ ربانی بود
آن خداوندے کہ نامش ہست ہر گز ثابت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے حقوق انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بد اخلاقی پیدا ہو گئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہو چکی تھی۔ اسلئے آپ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کئے جہاں تک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی۔ اور آپ متمم اخلاق بھی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہو چکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونو شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں اوّل الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قایم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس اصل میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام اسکے مقتدر مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ گھوڑا۔ گائے۔ بیل۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت کے سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں؟

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نامتناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے۔ علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات میں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر کو لاکھوں میں کا ہو بلا ہے وہ محدود ہے علماء ریاضی نے اسکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ پس خلا بھی محدود نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے۔

قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ پر خط گذر کر نصف کر دیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تہائی ... ہوتی ہے۔ قطر بھی جو ہے خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے۔ قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ ہے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

۱۱

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بے جان اور مردہ بتاتے ہیں۔ ان کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوایہ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے۔ اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کر سکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہو سکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر اُن پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمون اور رنگا رنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہو جائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہو جائے گا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف پچاس یا ساٹھ بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قایم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نمائی سوئی کے جو آنکھوں سے دیکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں۔

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ خداوند عالم ہر جا اور ہر وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت حلیمت اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اس کے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور باترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت وہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی۔ جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

عموماً یونیٹیرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ یہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیرووں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ اون کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے بھی انہیں ہمیشہ گھاٹا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر انہیں مجبوراً ان تو موں اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی مسیحی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہوں نے کسی سے علحدہ نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اُس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ تمام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اُس صداقت کو جو مسیح میں تھی۔ نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ اُنکے برخلاف وہ وعظ کریں اور اون کا مقابلہ کریں۔

اونکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لیئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اس بات سے منکر ہیں کہ انجیل مبّرا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر منزلت کو برقرار رکھکر اُسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہو جانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلےٰ فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھاکر اور اونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف میز رحم اور عفو دونوں ملے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اُٹھانا چاہیئے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ تمام تواریخ اسکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اُس پاک اور اعلےٰ نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آئندہ زندگی کے متعلق اُنکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اسمیں ایسی بیجا باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آئندہ سزا اور جزا یہاں کی روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولیت کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسانی شرائط سے محدود آزاد مرضی کی اعلےٰ صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور سچا راستہ دکھلائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکار ہی کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معترض اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادہ کو جو اس انکار کی تہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہر گز نہ لگائیں گے۔

یونیٹیرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سُست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید ان باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی رفعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کے اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلےٰ مذہب ہے اور نیا اور پرانا عہد نامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہد نامہ کو تسلیم کرتے ہیں عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبرّا از خطا قرآن کے علاوہ pentateuch زبور اور Gospels کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ مصریوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے پُرانے ہندوں کے پاس انکے وید۔ پارسیوں کے پاس زند اوستا چینوں کے پاس قوانین سلاطین بُدھ لوگوں کے پاس ٹری ٹپک یعنی تین پٹارین موجود ہیں اور علےٰ ہذا القیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جو اب عملی لحاظ سے معدوم بھی ہو گئے ہیں بڑی بیش بہا تحریرات کی شکل میں ظاہر کیئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت سی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں۔ جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوے ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں اُنکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلےٰ مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقے کے پیرووں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب بھی سنکر عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاشکے کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسطرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور فاسد گمانوں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہیئے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبرّا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ سب سے بہتر ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوے کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں تھوڑے سے آدمی مبرّا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتاتے ہیں اور ایک اور مذاہب کو حقارت کی نگاہ سے جھوٹا بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کیطرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت علم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھیں تو درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلےٰ اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کیوجہ سے اسمیں غرور اور سختی نہ آجاوے۔ ہمیں لووَل صاحب کے مندرجہ ذیل اعلےٰ اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ

> کہ خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خود غرضانہ بحث میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔

باقی آیندہ

ابطال باطل

اس عنوان کے نیچے تمام باطل مذاہب کے اصولوں پر نظر کی جایا کریگی خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ ایڈیٹر

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ در روایات پیش کردہ مولوی ابوالقاسم نظر کنیم زیراکہ اقوال علماء تشیع خود ایشان را ملزم مے سازد۔ تاہم بطور مشتے نمونہ خروارے در احادیث مولوی صاحب کہ بدلیل آوردہ نظر کردہ حقیقتش ظاہر میسازیم قطع نظر از بحث صحیح و غیر صحیح متصل السند و مقطوع السند مرفوع و غیر مرفوع بودن روایات و احادیث از ظاہر حدیث کہ خود مولوی صاحب بدلیل آوردہ بقول شخصے (دروغ گورا حافظہ نباشد) نتیجہ موافق مطلب مولوی صاحب نمے برآید زیراکہ او عا و شان در ما نحن فیہ استحباب گریہ است تا کلیہ ثواب و دخول جنت بروے مترتب شود۔ و این سخن از منطوق حدیث ثابت نمے شود۔

حدیث اول بالفاظ مولوی صاحب (اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاھم ما یشغلہم) یعنے تیار کنید بجہت اولاد جعفر طعام تحقیق با ایشان پیامے آمد کہ ایشان را مشغول مے سازد)۔ ہر صاحب بصیرت از اندک تدبر مے فہمد کہ درین حدیث رسول کریم صلعم از برائے آل جعفر حکم تیار طعام دادہ۔ از فقرات حدیث جواز و استحباب عزاداری و گریہ کردن از کدام الفاظ ثابت مے شود و درین حدیث مذکور کدام الفاظ اند کہ مدلول شان تعزیہ داری یا تعزیہ گرفتن باشد و این فقرات مولوی صاحب کہ در معنی حدیث گفتہ اند (کہ ہرگاہ وفات جعفر بن ابی طالب شنیدند بر مصیبت نشستند) از الفاظ حدیث ظاہر نمے شود و ماحیرانیم کہ مولوی صاحب باین علمیت و دیانت در الفاظ حدیث چرا تصرف بجا کردہ اند مولوی صاحب را لازم است کہ حدیث را مکمل و تماما بنویسد تا بروے نظر کنیم باز چہ نسبت دارد باین تکیہ داری معروف۔ آیا سال بسال شل تکیہ داران حسین در وفات خود مے نشستند و اویلا و وادیلا مے کردند نوحہ و مراثی مے خواندند و ذوالجناح و علم و مجمر مے کشیدند حیف است باین استدلال آفتہ بر

(حدیث دوم) بالفاظ مولوی صاحب در بخاری و مشکوٰۃ در باب بکا مرویست ہرگاہ حسن بن حسن بن علی مرد (ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت الخ) یعنے زوجہ حسن قبہ بر قبر او زد و تا یک سال بر قبر نشست بعد یک سال قبہ منصوبہ را برداشت (انتہی قولہ ملخصا) در آخر این حدیث فقرات تنبیہ را مولوی صاحب حذف کردہ چون قبہ از قبر شوہرش برداشت آواز از غیب شنید کہ چہ حاصل کردی آیا او را زندہ کردی و ہمراہ خود بردی کہ تا یک سال بر قبرش مجاورت کردی پس ازین فقرات حدیث تنبیہ و امتناع گریہ و تعزیہ داری ثابت مے شود۔ مولوی صاحب بزرگ از غایت تقویٰ و دیانت این الفاظ را چون مفید مطلب شان نبود از عبارت حدیث کشیدہ اند پس از نفس حدیث امتناع ثابت است لاغیرہ۔

حدیث سوم - در مشکوٰۃ آخر کتاب در وفات سید کائنات نوشتہ کہ ہرگاہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا تشریف بردند حضرات اہلبیت بر مصیبت نشستند پس از کنار خانہ بآواز بلند کسے گفت در حالیکہ کسے دیدہ نمے شد۔ السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ھالک ودرکا من کل فائت فباللہ فاتقوا وایاہ فارجو فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر (یعنے اے آل محمد در راہ خدا مصایب است و جزا آنہا پس در قرآن شریف امر بصبر کردن فرمود و نزد او جزا از ہر مصیبت و عوض از ہر چیز ہلاک شدہ تدارک ہر فوت شدہ است پس تقویٰ کنید و امید باو بگذارید پس حضرت امیر فرمود کہ قائل این قول حضرت خضر است (انتہی قال مولوی صاحب)

اکنون تدبر کن از برائے تو باز دیانت مولوی صاحب را ظاہر مے سازم۔ این فقرہ کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند در الفاظ حدیث یافتہ نمے شود ما تمامی احادیث را از شرح مشکوٰۃ از برائے تو مے نویسیم تا دیانت مولوی صاحب بر تو ظاہر شود۔ فلما توفی رسول اللہ صلعم جاءت التعزیۃ۔ آمد تعزیہ و تعزیہ بصبر فرمودن مصیبت اندوہ را و تسلی دادن او را و امر بصبر و شکیبائی و در بعضے نسخ روایت بواؤ۔ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت شنیدند صدا یا آواز را از گوشہ خانہ کہ میگوید السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ۔ این عبارت را

چنین معنی کردہ اند۔ مدرستی کہ در کتاب خدا تعزیہ و تسلیم است از ہر مصیبت اشارتست بقول وے سبحانہ انا للہ وانا الیہ راجعون پس عزا اینجا بمعنی تعزیہ است یا در دین خدا تعزیہ است کہ شارع ترغیب و تحریص بر آن نمودہ است و بعضے گفتہ اند کہ معنے آنست کہ خدا صبر فرماینده و تسلی دہندہ است و این را در زبان عربی تعزیہ مے گویند (الی آخرہ ص ۳۳۹ شرح مشکوٰۃ عبدالحق) القصہ در آخر حدیث مذکور است وانما المصاب من حرم الثواب۔ این فقرہ حدیث را مولوی صاحب نیز دزدیدہ است پس شیخ **عبدالحق** شارح مشکوٰۃ معنی مے کند این را۔ (و مصیبت مصیبت زدہ مگر کسے کہ محروم گردانیدہ شدہ است ثواب را یعنی مصیبت دنیا مصیبت نیست از جہت وجود ثواب آخرت و مصیبت حقیقی آنست کہ صبر نکند و از ثواب محروم ماند (الخ ص ۳۳۹ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم) ما اکثر حصہ حدیث را بمع شرح نوشتیم تا معلوم شود کہ درین حدیث ہم مولوی صاحب تصرف کردہ (اول اہلبیت بر مصیبت نشستند دوم (انما المصاب من حرم الثواب) از حدیث دزدیدہ و خلاف کردہ۔ زیراکہ ازین فقرات خلاف عقیدۂ مولوی صاحب ثابت مے شد و شارح حدیث این معنی را واضح ساختہ کہ اکثر مردم کہ مصیبت بایشان مے رسد و صبر نمے کنند از ثواب محروم مے مانند پس اگر از عدم صبر مصاب از ثواب محروم مے مانند باز گریہ کردن بر حسین و در تعزیہ داری جزع و فزع کردن سینہ زنی کردن علم ہائے برآوردن و لال کشیدن شور و غوغا و نعرہ ہائے یا حسین یا حسین زدن کے مستلزم ثواب و اجر باشد بلکہ موجب محرومی از ثواب باشد قطع نظر از ہمہ تشریحات در عبارت و ترجمۂ خود مولوی صاحب نظر کنیم کہ باوجود تحریف در حدیث کردن عبارتے کہ نوشتہ است چہ نتیجہ دارد۔ حضرت خضر غائبانہ بآل محمد این تنبیہ کردہ کہ در قرآن امر بصبر کردن فرمود و تقویٰ کنید و امید باو بگذارید۔ این تعلیم خضر بود کہ بآل محمد کردہ ورنہ این سخن ہائے محل و موقعہ نداشت ظاہر است کہ آل محمد را مرتکب فعلے دیدہ از طرف خدا مامور گشتہ غائبانہ ایشان را تعلیم قرآن یاد بدہد مسلم کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند مگر آن نشستن باین نشستن تکیہ داران چہ مناسبت دارد آیا اہلبیت ہم روسیہ و **واویلا** بر مرگ رسول خدا جمع کردہ بودند و وفات رسول خدا و چہ مکاسب خود ساختہ بودند حیف است بآن اولاد ناخلف کہ مرگ پدر را غنیمت شمردہ دوکانداری بساز و آیا برغاشت

سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسے منبر رسول خدا را سیاہ پوش کردہ بود و مردم پیش منبر آمدہ اعدا بوسہ مے دادند و گریہ مے کردند بر منبر گل ہائے و شمع کافوری مے افروختند از منبر و علم مرادہائے مے جستند زیر منبر و علم گوسفندہائے نذر مے کردند (وماذبح علی النصب) فتدبروا یا اولی العقلاء۔

باقی احادیث قابل ذکر نیستند زیراکہ غنیۃ الطالبین و سرالشہادتین وغیرہ از کتب معتبرۂ حدیث نیستند و این کتاب ہائے ایہ نار قصہ گویان و واعظان است تفصیلش در اوراق سابق بدرپایب۔ حدیث ابن عباس حدیث مرفوع متصل نیست بلکہ اثر از ابن عباس مرویست و خوابے دیدہ است و خواب دیدن او حدیث نمے شود **ترمذی** خود بعد ذکر حدیث آنرا غریب گفتہ ہمچنین صورت دیگر حدیث است و از پایہ اعتبار ساقط اند زیراکہ با کتاب اللہ مطابقت ندارند گویا من حیث الروایت و من حیث الدرایت غیر صحیح ثابت اند مختصر اینکہ از احادیث صحیح ہرگز ثابت نمے شود کہ بر اموات خویش یا بر اموات اہلبیت بالخصوص بر حسین شہید گریہ کردن موجب ثواب عظیم یا سنت مؤکدہ است یا وعدہ دخول جنت دارد (حاشا وکلا ثم حاشا) چنانچہ گذشت۔

آمدیم برین مطلب کہ رسول خدا صلعم یا آئمہ اہلبیت یا صحابہ بر اموات خویش گریہ کردہ اند یا نہ۔ ما انکار نداریم ازین سخن کہ ایشان گریہ نکردہ باشند زیراکہ در مقتضیات فطرۂ بشریہ ہمہ انام ہر دو مے اشامند و مے خورند خواب مے کنند ضرورت لباس ہم دارند نکاح نیز مے کنند بیمار ہم مے شوند وفات ہم مے شوند فرق اینست کہ افعال دنیوی ایشان نیز تابع مرضات اللہ مے باشد مثلاً خوردن و آشامیدن ایشان از برائے صحت بدن باشند تا در خدمت و عبادت الٰہی معروف باشند نہ از برائے تمتع و لذت۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از ارشاد الٰہی فرمود۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ ہمچنین در حدیث تابیر النخل اعتراف فرمودہ اند پس ہمچنانکہ باقتضائے طبیعت بشریہ از برائے اعزہ و اقارب بر وفات شان متالم و متاثر مے شویم و درد و اندوہ و غم بر قلوب مستولی مے شود و در بعض اوقات حزن و اندوہ از دل بر پرتو گریہ ہم چنانچہ آب از چشم جاری مے شود۔

باقی آیندہ۔

خاکسار فرزند علی سابق شیعہ از صوبہ۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۴)

نوٹ: - ناظرین کو ان مضامین کا سلسلہ یاد کرنے کے لئے ۱۰ - جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷ - جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہیئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے - میں نے ان مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں انکسار نفسی کے طور پر (؟) فی الحقیقت تہیدست ہوں - خدا تعالے نے ان مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بیحد اصرار کیا مگر خدا تعالے کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تھا ہر چند طبیعت نے ان خطوط سے متاثر ہو کر اسے جاری رکھنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی - اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آپہونچا اور مجھے مدد ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے - و باللہ التوفیق -

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے - یہ ایک فقرہ ہے جسپر میں نظر ثانی کر رہا ہوں - جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شائع کیا جاتا ہے - اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوے ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے - اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے - اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعویٰ کے دلائل کو دیکھا جاوے -

انجیل (مسیح کی سوانح عمری سمجھ لو یا اسکے ارشادات کا مجموعہ اسے کہہ لو) تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے - اور دنیا کی کوئی اور تاریخ ہی اس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو -

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی

نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے یہی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں -

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں - جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بہلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھہر سکتا ہے - اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے - کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو انکے ہم عصر تھے دیکھا جاوے اور ان الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہرحال اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے - پھر کیوں پہلے ہی اس خوردبین سے یسوع کا معائنہ نہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں -

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت ہی پیش کرنی چاہتا ہوں -

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا -

یہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے - اسی مفہوم و مطلب کو انجیل مرقس ۱۰/۱۸ اور لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے - اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے - یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے - اس آیت کی توجیہہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں - جب کچھ بن نہیں آیا تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکھایا ہے - جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تھی اور جو تاویل اور توجیہ وہ پیش کرتے تھے اسکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی - چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھتا ہے -

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے -

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکھایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی - ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو میں پہلے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والے اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں - اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھتے ہیں -

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی پر پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو اسی انجیل میں موجود ہے - اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھ پر تصرف کا بیجا بخیہ مارا گیا ہے - کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے -

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھکر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچالیا) وہ دینا چاہیئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہدیتا جسکا اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو - اور

سوال از آسمان جواب از ریسمان

کا مصداق ہو - کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

کیا تعلق؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے - اور وہ یہ ہے کہ یہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے - کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تھی - اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہیئے تھا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ وعظ کرتے جو ان کی شان کے سزاوار تھا - انہوں نے تو الٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ جسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہیئے - میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ بھی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے - کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا - حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے - اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تھے تو اس سے تو کہیں تاکر کوئی منہ بات ہی نکل سکتی تھی اور نہیں تو یہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و لبشریت کو مدنظر رکھکر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور ہی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے -

اور مندرجہ ذیل الزام قایم کرتا ہے - اولاً یسوع ایسا کم سمجھ تھا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز قابلیت نہ تھی -

دوم - نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تھا -

سوم - حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہونچنے کے ذرایع کا اسے کوئی علم نہ تھا -

چہارم - نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا - بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تھا -

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تھا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے - خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کی نتائج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا وغیرہ) سے نابلد ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا - اور کیا سکھائیگا؟

یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں؟ کیا انہیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلے مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں -؟

یسوع کی پبلک لایف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھ پر بپتسمہ پانا ہے - اس سے پہلے کے حالات - افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان اناجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں - جو اتنے بڑے مدعی کے لئے ضروری تھے -

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کر کے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تھا اور دریائے یردن میں ان نومریدین کو غوطہ دیتا تھا جس رسم کا نام عیسائی تھا یوحی میں بپتسمہ ہے - اب انہیں اناجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا -

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکا ہے اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں سعی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا تھا لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے -

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا تو اسے اس غوطہ زنی سے فائدہ کیا تھا -؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لئے بمنزلہ کرشن اوتار ہیں ہندو مسلمان اخبارات میں معقولیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے ہم نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و شتم کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ ہم انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سنا دوں یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

کرشن پنتھی اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعوی کرشن اوتار پر احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسےٰ نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا غالباً پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر بایں آپ پسند نکریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جسطرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پہر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بہوپال میں قانون طلاق بہوپال میں جو عورتیں مسافروں سے نکاح کر کے انکو تباہ کرتی ہیں۔ اور پہر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں اسکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہیں۔

ڈین اور بائیبل جانسٹا ٹائمز نام ایک اخبار مورخہ ۱۹ ۔ نومبر ۱۹۰۴ء [illegible] سے شایع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بہیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے بہیجا ہے۔ بہرحال اس پرچہ میں مندرجہ حاشیہ عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ شایع ہوا ہے جسکو میں [illegible] زبان میں چھاپ دیتا ہوں۔ ولسیٹ منسٹر [illegible] بھی [illegible] کے مشغول ہوا ہے [illegible] مباحثہ جاری ہے [illegible] کیا۔ کہ [illegible] اعتقاد وہ بائیبل [illegible] کے متعلق بالکل بدل گیا ہے۔ اس [illegible] میں وہ کتاب [illegible] پیش کرتا ہے جسکو وہ اعتبار اور [illegible] ہے۔ وہ ای سلسلہ کلام میں کہتا ہے کہ [illegible] کی بابت بھی کہا گیا ہے مثلاً سانپ کا یا گدہے کا کلام کرنا۔ یہ علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائبل کے متعلق اسقسم کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اسوجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں اسکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن مکارنک نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد نہیں رکھہ سکتے کہ بائبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔

اصل بات یہہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر نہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کراڑی سے گر رہا ہے ایک گہاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو محض ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے **علی گڈہہ کالج کی** جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے اسپر پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی سعی و تحریک سے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڈہ کالج کی مخالفت کے لئے منعقد کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی جو سرگرمی دکہائی گئی وہ قوم کی بدبختی کا نشان اور حد سے زیادہ مضرت [illegible] مگر ہماری بدقسمتی سے مسلمان علماء زمانہ کی حاجات و ضروریات کی حس برابر بھی [illegible] نہیں کرتے اور خود انکے فتوے کا زبردست آلہ جو تقدس و احترام گنوا [illegible] کے پاس باقی رہ گیا ہے استعمال کرنے پر طیار ہو جاتے ہیں جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے۔"

حقیقت میں علماء سوء کی یہی حالت اس زمانہ میں ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہہ گروہ سب سے زیادہ بدتر ہو گا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اس زمانہ انکی اس مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علما کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کرتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

ہمیں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تہی خدا کا شکر ہے کہ اس میں ستنا نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسے ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس کو یا ہمیں کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علی البر والتقوی پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عربی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بہیجدینی چاہیئں پچاس روپیہ کی رقم میں سے ۳۸ تو پورے ہو چکے اب ۱۲ ہی باقی ہیں۔

دلچسپ مفید اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈلے صاحب اخبار لنیسٹ کے ذریعہ یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے اسکی صحت بہی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہو کر اسکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہو جائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کہائی جائے گی اس میں بہی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم۔ دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب طبی تحقیقاتیں تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکہیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے وجع مفاصل دور ہو جاتا ہے لیکن مکہیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے شہد کی مکہیاں کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چہتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کمبل ٹانک دیا جاوے۔ مکہیاں اسی میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں جا لگیں گے ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سو ڈنک دو اونس الکحل میں ملا کر تین یا چار دن تک کسی طرف میں بند رکہا جاوے اس کے بعد الکحل کو نتہار لیا جاوے اور ہر روز دو تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہو گا۔ (الحکم۔ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کی اس سے بہی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اس نے شہد کی مکہی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہر ایک مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالےٰ نے خاصیت رکہدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائنس داں نے [illegible] کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے [illegible] میں ملا رہے جنتے ہیں چاہے کیسا ہی سرد موسم ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور نہ اسکے آگ میں جلنے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی سے پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔

[illegible]

(استفسارات اور انکے جواب)

اس کالم میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے مذہبی اور روحانی سوالات اور انکے جواب دئے جایا کریں گے انشاء اللہ العزیز ۔ ایڈیٹر

استفسارات

[illegible] کیا ہے۔
[illegible] نہیں تو ابدی کس طرح ہے۔ فانی [illegible] استعداد کس [illegible] ہے۔ کیا [illegible] اور کل من علیہا فان میں [illegible] ہے۔ پھر اگر ابدیت خلق خالق کے [illegible] کیا صورت ہوگی۔
[illegible] مظاہر صفات کہیں [illegible] پھر ایک سوال کہ مناسب [illegible] کس زمرہ میں ہے۔
[illegible] لئے حلق نہیں ابتدا ہے [illegible] جلوہ گر ہوتے آئے [illegible] ازلی مدت لا انتہا ہے
[illegible] آدم کی پیدائش چھ ہزار برس [illegible] حالت ہے [illegible] حشر [illegible] کس طرح بنا ذرا توجہ سے [illegible] فرماویں۔
[illegible] ازلی ہے اسکی ہر ایک صفت بھی ازلی ہے مالکیت بھی ازلی ربوبیت بھی ازلی پھر اہل [illegible] یعنے مملوک اور مربوب کیوں ازلی نہیں۔

جوابات

[illegible] دعا کے تین طریق ہیں۔ اول سائل دعا مانگنے [illegible] وقت اپنے بدن پر نظر ڈالے کہ آیا جو لباس پہنا ہوا ہے۔ اس یا اسکے مہیا کرنے میں کسی کی حق [illegible] تو نہیں کی یا اس میں کچھ شرکت مال حرام کی تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو یقیناً اسکی دعا قبول نہیں ہوگی۔ [illegible] سائل دعا مانگنے کے وقت اپنے پیٹ میں ایک [illegible] کہ آیا اس وقت میرے پیٹ کے اندر کوئی حرام [illegible] نہیں یا کسی کی حق تلفی یا ناجائز ذریعہ [illegible] سے وہ لقمہ نہیں کمایا اگر ایسا ہے تو بھی دعا قبول نہیں ہوگی۔
[illegible] سائل دعا کرتا ہے اور اپنا کوئی مطلب [illegible] خدا کی نافرمانیوں [illegible] جو خدا تعالیٰ [illegible]

کی [illegible] کرتا ہوں [illegible] دعا کرے [illegible] میں نے تیری خاطر اس تیری نافرمانی سے توبہ کر لی ہو اسکے عوض میری یہ دعا قبول فرما۔ اگر ان تینوں [illegible] کو مد نظر رکھکر [illegible] دعا کرتا ہے۔ تو میں سچ کہتا ہوں [illegible] اسکی دعا کبھی ضائع نہ جاوے گی۔ بشرطیکہ [illegible] اور یقین اور استقلال اور نہ تھکنے والی کوشش ساتھ ہو۔ اور دعا قطع رحم کیلئے نہ ہو۔

۲۔ روح ازلی تو نہیں کیونکہ خلق کل شیئ کے نیچے ہے اور ابدی اسواسطے ہے کہ خدا نے اسکو ابدی بنانیکا ارادہ کیا کیونکہ عطاء غیر مجذوذ کا روح سے وعدہ کیا۔

۳۔ فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد اسطرح پیدا ہوئی کہ غیر فانی نے اوسکو باقی رکھنے کا ارادہ کیا کل شیئ ھالك اور كل من عليها فان کا یہ مطلب ہے کہ روح کا تعلق اپنے جسد سے ایک وقت الگ ہوجاتا ہے۔ اوس الگ ہونیکو ہلاک اور فناء کہتے ہیں۔ خالق کی ابدیت میں مخلوق ارادۂ خالق سے ابد ہوجاتی ہے مگر اوسکی ابدیت فیضان خدا کا ہوتا ہے۔ مخلوق کی ابدیت مخلوق الٰہی کی ہے اور خالق کی ابدیت ذاتی ہے۔

۴۔ کائنات عالم نہ سب فیوض ہیں بلکہ بعض غضب بھی ہیں۔ مظاہر صفات تو خدا کی اپنی ذات ہے۔ ہر ایک مخلوق اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے۔ فصل الخطاب میں جبر و قدر کا مسئلہ کھولکر لکھا ہے۔ اسلیے خدا الٰہی معطل نہیں ہوا جب چاہتا ہے پیدا کرتا اور جب چاہتا فناہ کر دیتا ہے۔

۵۔ نہ کوئی خدا کی مخلوق کی حدود ہیں اور نہ آدمیوں کی حدود ہیں نہ حشر اجساد کے حدود ہیں۔

۶۔ پانچویں سوال پر لافی ہے اللہ تعالیٰ ازلی ہے اوسکے صفات بھی اوسکے ساتھ ہیں۔ مثلاً خلق صفت ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب چاہتا پیدا نہیں کرتا یفعل ما یشاء۔ آپ میں بولنے کی صفت ہے آپ کہیں بولتے اور کہیں نہیں بولتے۔ ہمکو بنایا۔ تو کوئی ۲۵ برس ہوئے۔ اوس سے پہلے ہمکو نہ بنایا کسی اور کو بنایا۔ مخلوق سب حادث اور اللہ ازلی ہے۔ اشخاص ازلی نہیں ہوتے۔

ناظرین پالی [illegible]

[illegible] کالم [illegible] ناظرین [illegible] سال [illegible] سے متعلق یہ اخبار یا [illegible] میں اس کالم میں درج کیا کرینگے انشاء اللہ [illegible]

الحکم مفت۔ ناظرین کو خبر ہی فی اللہ منشی [illegible] صاحب مرحوم کا تذکرہ گذشتہ سال کی اسی تاریخ میں مجھے انکی وفات پر کرنا پڑا تھا حسن اتفاق سمجھو یا مرحوم کی محبت کا اثر کہ پھر ابھی ۱۰ جنوری کے الحکم میں مجھکو انکا ذکر کرنا پڑا۔ منشی صاحب کی وفات پر میں نے ان الفاظ کے ساتھ انکے تذکرہ کو ختم کیا تھا۔
"الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا۔ اب بظاہر الحکم انکے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ انکے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا"
اس اعلان کے بعد میں نے صدقہ جاریہ کے طور پر جب تک الحکم جاری ہے ایک اخبار مفت دینے کا عزم کر رکھا ہے اور فی الحال وہ اخبار حافظ محمد عظیم صاحب پٹیالہ کے نام جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔
اب منشی عبد المجید خانصاحب خلف الرشید منشی محمد خانصاحب مرحوم (جو کہ اپنے پدر محترم والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرتے ہیں) چاہتے ہیں کہ خانصاحب مرحوم کے نام کے اخبار کی قیمت وہ دیں گے میں اپنے نیک عزم کو توڑنا نہیں چاہتا اسلئے انکی قیمت سے میں کسی اور مستحق کے نام اخبار جاری کر دیتا ہوں۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بہاولپور کے ایک یتیم کی درخواست چھپی تھی۔ اسلئے میں اسے ہی زیادہ مستحق سمجھ کر ۱ جنوری ۱۹۰۸ء سے اسکے نام اخبار جاری کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہ صدقہ جاریہ مرحوم کے لئے انشاء اللہ موجب ثواب ہوگا۔ اس قسم کی خیر حقیقت میں قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔

گذشتہ فائلوں کی قیمت۔ ایک معزز خریدار الحکم کے گذشتہ سالوں کے پورے فائل لینے چاہتا ہے اور ان کی مجموعی قیمت دریافت کرتا ہے کبھی کبھی کوئی ایسا عاشق زار کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و مشتاق ارشادات حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ نکل آتا ہے۔ اسلئے عام [illegible] کے لئے میں ذیل میں قیمت درج کر دیتا ہوں۔

۱۸۹۷ء از حرف ۹ نمبر [illegible]

[illegible] سے ...... اس سال کے چند نمبر [illegible]

[illegible] لاگت آجانی [illegible] صرف کاغذ کی قیمت [illegible]

[illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھولکر دکہایا ہے اور آریہ کے سات اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتا ہے قیمت ۱۲

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت . . . . . . ۲؍

حضرت اقدسؑ کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؍

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت . . . . ۲؍

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۴؍

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند عقائد پیش کئے تہے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ۸؍

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۱۲؍

تفسیر سورۃ تبت۔ سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱؍

سواء السبیل نمبرا۔ ایک ہندوستانی مولوی کے خط کا جواب قیمت ۱؍ تنسیخ و شیعہ۔ حکیم الامۃ کی اجمالی تحریر قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے آئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے قیمت ۱۲؍

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بیحد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آگئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸؍ اور سالانہ قیمت ۳؍

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت . . . . ۴؍

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دار الامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکہا ہے۔ قیمت . . . . ۱۲؍

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ قیمت ۴؍

اصلاح النظر۔ حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی۔ قیمت . . . ۲؍

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱؍ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲؍ فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱؍

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہوا لی گئی ہے) ۴؍
دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱؍

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲؍

مسلمانونکا خدا اور اس کے حضور مین دعا۔ مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱؍

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چہاپے گئے ہین قیمت ۱۲؍

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تہا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چہاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱۔ انسانی فطرت کا اقتضا اور غائیت
۲۔ دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳۔ عبادت کا مفہوم
۴۔ صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
۵۔ عبودیت اور الوہیت کا مقصود و نزول
۶۔ "نماز مومن کا معراج ہے" کے معنے
۷۔ مغز نماز دعا ہے
۸۔ دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
۹۔ عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰۔ نماز مین بے ذوقی اور ذوق
۱۱۔ نماز مین ذوق کیونکر پیدا ہو۔
۱۲۔ بیذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟
۱۳۔ حقیقت نماز
۱۴۔ باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵۔ طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶۔ پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷۔ قلبی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
۱۸۔ نماز سے بڑھکر کوئی صورت عبادت کی عقل مین نہین آسکتی
۱۹۔ ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰۔ نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱۔ نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲۔ اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳۔ پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴۔ جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵۔ نماز جمعہ اور عیدین کے قایم کرنیکی حکمتین
۲۶۔ انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷۔ اذان اور اس کی حکمت
۲۸۔ اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹۔ اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
۳۰۔ تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱۔ ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲۔ اسلام مین روحانی طہارت پر زیادہ زور دیا گیا ہے
۳۳۔ نماز کی روحانی فلاسفی۔
۳۴۔ تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵۔ وضو کا طریق
۳۶۔ وضو کی دعا
۳۷۔ نماز پڑہنے کا طریق
۳۸۔ اوقات نماز
۳۹۔ سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰۔ سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱۔ معوذتین کے معنے اور تفسیر
۴۲۔ سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳۔ انا اعطینٰک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴۔ سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵۔ سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶۔ سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷۔ سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸۔ سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹۔ سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰۔ قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۱۔ مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۲۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳۔ نماز جنازہ اور اسکی حقیقت۔
۵۴۔ نماز جنازہ کے پڑہنے کا طریق
۵۵۔ غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶۔ متفرق نمازون کا طریق یعنے نماز جمعہ عیدین۔ تراویح یا تہجد۔ وتر۔ حاجت استسقاء۔ استخارہ۔ تسبیح۔ کسوف و خسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷۔ درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸۔ حضرت مسیح موعود کی دعائین۔

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور **مکتوبات احمدی** کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

مفت سرمہ نور مفت

یہ سرمہ نور کو ہزاروں مختلف امراض چشم کے آدمیوں پر ہم نے خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء کے بارہ میں عام طور پر ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ فی الواقع یہ بات صحیح ہے مگر اس سرمہ نے ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی چنگا کر دیا ہے۔ نگاہ اور استعمال کیجئے پھر دیکھئے یہ مثل جواہرات کیا صفت اثر رکھتی ہے۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ خارش۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو نوبت ہی نہ ہوتے عرصہ میں جاتے رہتے ہیں۔ معمولاً استعمال کیجئے حالت مرض میں لگانے سے ان کو استعمال کرائیے ہر حال میں اکسیر ہے قیمت بغرض نفع عام سرمہ خاص فی تولہ [illegible] اور سرمہ بھیری سیاہ [illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار [illegible] اور سرمہ خاص کا نمونہ [illegible] اور سرمہ سیاہ بھیری کا نمونہ صرف درخواست آنے پر روانہ ہوگا۔ **نوٹ مکرر** دی تمام فرمائشیں معہ [illegible]

مہتمم کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ چاند محل کے پتہ سے آنا چاہئے

المشتہر [illegible] کاکوری

[illegible]

اعلےٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سار سا پریلا یعنی **عجیب و غریب چار جوہر** بلسمی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوائیں بگڑی ہوئی خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر کی چوٹی سے ناخن پا تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چاروں دوائیں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک ۴ شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ شیشی نمبر ۲ جوہر ہرائیتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چاروں جوہر اپنے استعمال کنندہ کو آتشک۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار وغیرہ سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارش۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ کنٹھ مالا۔ بواسیر۔ آتشک کے فساد وغیرہ کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کر کے معہ کاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس [illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible]۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات**۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام سفید دواؤں و میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح اور بھی بھوک پیدا کر کے اور خون صالح افزا پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کہتے ہیں کہ نون کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے بے اولاد اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کر کے بفضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی [illegible] خوراک [illegible] محصول ڈاک [illegible] یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے [illegible] اور فائدہ اٹھایئے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے [illegible] اور نفخ ہونا یعنی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ۔ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پیخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ وغیرہ۔ ہچکی۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیہ۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ۔ یعنی نامردی جریان [illegible] سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک [illegible] جلدی امراض مثل خارش داد و سفید داغ اور اجرائے خون ماہواری [illegible] وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں بہت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب دہائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت**۔ یہ دوا سے ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے [illegible] دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جس میں [illegible] خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک [illegible]۔ **گنٹھیہ کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع**۔ کیسی ہی سخت تکلیف دہ گنٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ محصولڈاک [illegible]۔ **آنکھوں کے لئے نئی روشنی یعنے سرمہ نوری**۔ اصلی ہیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک [illegible]۔ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلےٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن**۔ دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس سے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری و لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملنے سے اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے دانتوں کے کیڑے پن اور سوجن میلے ورم اور درد اور خون اور بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے ناسوروں کے رفع کرنے کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس [illegible] پیکنگ و محصولڈاک [illegible] علاوہ ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ ہیضہ۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رنگ۔ مسانہ۔ طحال۔ خارش۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے پھنسی کے مرہم اور بعض مخصوص عورتوں کے لئے ہر مرض کی دوائیں اس دوا خانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے عام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسے کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دوا خانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ**۔ ہمکو ہندوستان بھر کے لئے بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کر لیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون میں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچوں کی ذاعندالیوں کیواسطے اکسیر ہیں۔ قیمت حبوب کا بکس ع روپیہ ع (مثل مربہ) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مفرحات دوات و میوہ جات سے بنکر تیار کیجاتی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت و احتلام وغیرہ کو دور کر کے جسم کو چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و دیگر اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش کبس خورد بارہ خوراک ۱۰ اکبر اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں [illegible] ہوگا

المشتہر حکیم سرافراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے کہوگئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبداللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔